81

اعتصام بحبل اللہ

(فرمودہ ۷ ۔ مئی ۱۹۲۰ء)

حضورِ انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

پیشتر اس کے کہ مَیں اصلی مضمون شروع کروں۔ قادیان کی کمیٹی کے ممبروں اور دوسرے منتظموں کی توجہ مسجد کی طرف پھرانا چاہتا ہوں۔ ہماری جماعت کی دینی کوششوں کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ اور ہم لوگ لندن میں مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ مگر مَیں کہتا ہوں۔ کیا یہاں کی مسجد اس بات کی مستحق نہیں کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ مدت سے سائبان پھٹے ہوئے ہیں اور کافی بھی نہیں۔ اور آج کل دھوپ میں کھڑا ہونا بہت مضر ہے۔ آج کہ ابھی لوگ زیادہ نہیں آئے۔ پھر بھی سایہ میں ان کے بیٹھنے کی جگہ نہیں۔ اس کے دو ہی نتیجے ہیں یا تو لوگ دھوپ کے خوف اور بیماری کے ڈر سے مسجد میں آنا چھوڑ دیں۔ یا آئیں اور دھوپ میں کھڑے ہو کر بیمار ہوں۔ مگر ہم یہ دونوں باتیں نہیں چاہتے۔ نہ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ مسجد میں آنا چھوڑ دیں۔ نہ یہ کہ وہ بیمار ہوں۔ پس میں منتظمین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس کا بہت جلد انتظام ہونا چاہیئے۔ تاکہ لوگ آرام سے سایہ میں بیٹھ سکیں۔

اس کے بعد مَیں اسی مضمون کو شروع کرتا ہوں۔ جو مَیں نے پچھلے دو تین جمعوں سے شروع کر رکھا ہے مَیں نے بیان کیا تھا کہ ہماری زبان بلکہ عربی میں بھی جس کو اتفاق کہتے ہیں۔ اس کے لیے قرآن کریم میں اجتماع اور اعتصام کے الفاظ ہیں۔ واقعہ میں اعتصام نام درست ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں کہاں تک میل پیدا ہو سکتا ہے۔ مَیں نے بتایا تھا کہ اتفاق اور اتحاد کے وسیع معنے دنیا میں ممکن نہیں۔ اتحاد و اتفاق کے معنے ہوتے ہیں کہ اقوام کا ہر رنگ میں ایک ہو جانا، لیکن یہ بعید از عقل ہے۔ باوجود اس کے اتفاق و اتحاد میں اتنی دلکشی ہے کہ ہر ایک قوم اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ قرآن کریم نے اعتصام اس کا نام رکھا ہے اور اجتماع بھی رکھا ہے۔ یہ دونوں باتیں عقلاً محال نہیں۔ اس طرح متفرق مذاق کے لوگوں کا جمع ہونا۔ یہ آسان ہے۔ مگر یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی

چیز نہ ہو جس پر جمع ہو سکیں۔ اور جو جوڑنے اور جمع کرنے والی ہو۔ کاغذ کو لکڑی پر چسپاں کرنے کے لیے ایک تیسری چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ لکڑی کے تختے نہیں جڑ سکتے جب تک کسی اور چیز کے ساتھ ان کو نہ جوڑا جائے۔ لکڑی کی میز کرسی نہیں بن سکتی جب تک ان متفرق لکڑیوں کو جمع کرنے کے لیے تیسری چیز نہ ہو۔ پس اسی طرح انسانوں میں بھی ممکن نہیں کہ جب تک ایک تیسری چیز ان کو جوڑنے والی نہ ہو وہ جمع ہو جائیں۔ جھاڑو کے تنکے آپس میں پورے طور پر جڑے ہوئے نہیں ہوتے۔ اگرچہ وہ جمع ہوتے ہیں۔ آخری کو درمیانی سے بعد ہوتا ہے۔ لیکن ایک درخت کی شاخیں آپس میں جڑی ہوتی ہیں۔ کیونکہ ان سب کا ایک تنے سے تعلق ہوتا ہے۔ اور تنا ان کو خوراک پہنچاتا ہے۔ اسی طرح جھاڑو کی سینکوں کا آپس میں اور زیادہ تعلق ہو سکتا ہے۔ اگر ان کو ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو واضح کیا اور یہ نہیں کہا کہ تم جڑ جاؤ۔ یا ایک ہو جاؤ بلکہ فرمایا۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا (آل عمران: ۱۰۴) تم سب ایک رسے کو پکڑ لو۔ جب اس رسے سے سب کا تعلق ہوگا۔ تو تم سب میں تعلق ہو جائے گا۔ لوگ رسہ کھینچتے ہیں۔ اور دونوں طرف سے زور لگاتے ہیں۔ اور ہر ایک زور لگانے والے کے زور کا اثر سب پر پڑتا ہے۔ تو ایک تیسری چیز سے وابستگی اختیار کر کے آپس میں جڑ سکتے ہیں۔ یہ گر اسلام نے اتفاق کے متعلق بتایا ہے۔

اب آؤ ہم دیکھیں کہ کس طرح اعتصام ہوتا ہے۔ سب سے بڑا اتفاق بھائیوں بھائیوں میں ہوتا ہے کچھ آدمی ہوتے ہیں کہ ان میں اور آدمیوں کی نسبت آپس میں زیادہ محبت اور پیار ہوتا ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان میں یہ محبت اور پیار کس طرح ہوا جب ہم اس کی وجہ دریافت کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک رشتہ ہے جس نے ان کے آپس کے تعلق کو اوروں کی نسبت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ اور وہ رشتہ ماں باپ کا ایک ہونا ہے۔ پھر ایک دادا کی اولاد میں زیادہ محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں بھی ایک رشتہ اور تعلق ہے۔ پھر اس سے آگے قومیت کا رشتہ ہوتا ہے۔ بھائیوں کی نسبت کم لیکن اور لوگوں کی نسبت زیادہ۔ اور ملکوں میں تو نہیں۔ ہندوستان میں پیشہ وروں کی بھی ذاتیں ہوتی ہیں۔ یہاں اگر کوئی سید یا مغل یا پٹھان یا کوئی اور قوم کا آدمی سقے یا موچی کا کام کرنے لگے۔ تو وہ سقہ یا موچی ہی کہلائے گا۔ اور یہ اس کی ذات سمجھی جائے گی۔

پھر آج کل سٹرائیکیں ہو رہی ہیں۔ اور اس میں مزدور شامل ہو رہے ہیں۔ اور ان کو جوڑنے والی چیز ان کا پیشہ ور ہونا ہے۔ بھائیوں کا آپس میں جو تعلق ہوتا ہے۔ وہی مفہوم ایک حد تک اقوام میں بھی نظر آتا ہے۔ مغل کہلانے والے ایک موقع پر جمع ہو جائیں گے۔ سید جمع ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ وہ

ایک ایک دائرہ میں ہیں۔ تو جتنا قریب کا تعلق ہوگا۔ اتنی ہی محبت زیادہ ہوگی۔ اور جتنا دور کا اتنی ہی کم۔ سیدوں کے سیدوں کے ساتھ اور مغلوں کے مغلوں کے ساتھ جمع ہونے کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ ان کی ایک نسل ہے۔ پھر یہ تعلق اقوام سے بڑھ کر ملکوں پر اثر ڈالتا ہے۔ مثلاً ہندوستانی یا انگریز۔ اگر کوئی ہندوستانی یہ سُنے کہ کسی انگریز نے کسی ہندوستانی سے بُرا سلوک کیا ہے۔ تو وہ بغیر اس بات کی تحقیقات کئے کہ زیادتی کس کی ہے۔ انگریز کے خلاف ہو جائے گا۔ یا اگر کوئی انگریز سنے کہ کسی ہندوستانی نے انگریز سے بُرا سلوک کیا۔ تو وہ تحقیق کئے بغیر ہندوستانی ہی کو الزام دے گا۔ پس یہ قدرتی امر ہے کہ ہندوستانی ہندوستانی کی طرف داری کرے گا۔ اور انگریز انگریز کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ہندوستانی ہندوستان سے وابستہ ہے۔ اور ہر انگریز انگلستان سے۔ اس سے معلوم ہوا کوئی رشتہ ہونا چاہیئے۔ جس سے لوگ متحد ہوں۔ اور جُوں جُوں یہ رشتہ دُور ہوتا جائے گا۔ تعلق بھی کم ہوتا جائے گا۔

پس بھائیوں میں جو اتفاق دیکھا۔ قوموں میں جو اتحاد نظر آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اتفاق و اتحاد پیدا کرنے والی یہی ایک چیز دُنیا میں ہے۔ پھر جب اس سے بھی وسیع نظر کی جاتی ہے۔ بنی نوع کا آپس میں تعلق ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان پر کوئی جانور حملہ کرے۔ تو دوسرا انسان اس کی مدد کریگا۔ اور پھر انسانوں سے گزر کر جانوروں میں بھی یہ بات ہوتی ہے۔ کہ اگر کوئی بھیڑیا کسی انسان پر حملہ کرے۔ تو دوسرا بھیڑیا بھیڑیے پر حملہ نہیں کریگا۔ بلکہ انسان پر لپکے گا۔ پس تمام دُنیا میں اتفاق کا ذریعہ ایک ہی ہے کہ کوئی چیز ایسی ہو جو سب کو جوڑنے والی ہو۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ[1]۔ تم اللہ کے رستے کو پکڑ لو۔ اس سے تم میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ اس سے ہمیں ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اتفاق کسی ایک چیز کو پکڑنے سے ہوتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ وہ تعلق جتنا دُور ہوتا جاتا ہے۔ اتفاق میں کمی آتی جاتی ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کا ذریعہ اتفاق وہی ہو سکتا ہے۔ جو ہر زمانہ میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لو۔ گو آپ کا پکڑنا لازمی ہے۔ بلکہ فرمایا کہ اللہ کی رسی کو پکڑ لو۔ اور اللہ کی رسی قرآن کریم ہے اور اسلامی تعلیم ہے۔ جو ہر زمانہ میں موجود ہے۔ اور اسی کو انسان پکڑ سکتا ہے اور یہ حبل اللہ ہر زمانے اور ہر ملک کے لیے اللہ کی طرف سے پھینکا گیا ہے جب تک اس کو پکڑے رہو گے نہیں گرو گے۔ اور اگر ایک گرے گا تو اس کا اثر دوسروں پر پڑے گا۔ پھر جدھر کو رسہ جُھکے گا ادھر

---

[1] آل عمران: ۱۰۴

سب کو جھکنا پڑے گا۔ اگر ایک کپڑا دو آدمی اوڑھے ہوتے ہوں اور اس کو آگ لگ جائے۔ تو ایک ہی کا نقصان نہ ہوگا، بلکہ دونوں کا ہوگا۔ گویا اس رسہ کے پکڑنے پر ہم اس بات کے لیے مجبور ہو گئے کہ آپس میں ایک دوسرے سے ہمدردی کریں۔ کیونکہ اگر ایک خراب ہوگا۔ تو دوسرے پر بھی اس کا اثر پڑے گا۔ اور اگر رسہ ٹوٹے گا تو سب گریں گے۔ پس اعتصام ہی ہے جو حقیقی اتحاد قائم کرتا ہے۔ پس اتفاق کے لیے حبل اللہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ ذریعہ ہمارے ہی ہاتھ میں ہے۔ یہ نیچرل اور طبعی ذریعہ اتفاق پیدا کرنے کا ہے۔ اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس کے سامان کیا ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ اگلے جمعہ بیان کروں گا۔"

(الفضل ۳۱ مئی ۱۹۲۰ء)